566

رجسٹر نمبر ایل ۴۳۵

جلد ۵ | ۱۵ جون ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۷

مدینۃ المسیح

گذشتہ پرچہ کے شائع ہونے کے بعد سے لے کر آج ۱۳ جون تک بمبئی کی اطلاعات کی بنا پر اول حضرت ام المومنین اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے واپس تشریف لانیکی امید رہی۔ لیکن آج کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ فی الحال واپسی کا ارادہ ملتوی ہوگیا ہے۔ اب کسی اور تاریخ کا انتظار کرنا چاہیے جس کی اطلاع بذریعہ تار موصول ہوگی۔ خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ اور حضرت ام المومنین کو بھی آرام ہے۔ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے رمضان المبارک میں ظہر سے لیکر عصر تک درس قرآن کریم دینا شروع فرمادیا ہے۔ عصر کے بعد بخاری کا درس جناب قاضی امیر حسین صاحب دیتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

ایک قابل توجہ اعلان برائے باشندگان برہما۔ لنکا سنگاپور و مالابار

خدا کے فضل سے یہاں پر دس احمدی ہوگئے ہیں اللہ کریم ان کے عرفان و ایمان میں ترقی دے۔ عرصہ تین چار ماہ سے کولمبو کے بھائی محمد ضمیر صاحب کے خطوط کے جواب میں بہت لمبی لمبی انگریزی میں چٹھیاں لکھی گئی ہیں۔ جن میں مسئلہ ختم نبوت۔ اور وفات عیسیٰ وغیرہ کو خوب صاف کیا گیا ہے۔ حال ہی میں دو اور چٹھیاں بیس بیس صفحات کی لکھی گئی ہیں۔ انکے خطوط سے معلوم ہوا کہ ان تبلیغی خطوط سے نہ صرف احمدیان کولمبو کو فائدہ ہوا۔ بلکہ مالابار میں بھی ان سے احباب مستفید ہوتے ہیں۔ پس میں بذریعہ اخبار الفضل ملتمس ہوں کہ جو اصحاب متلاشیان حق اس نواح۔ برہما۔ سنگاپور۔ لنکا۔ مالابار وغیرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور دلائل صدق آنجناب کے خواہشمند ہوں۔ وہ مجھے بذریعہ خط و کتابت انگریزی یا اردو میں اپنے یا دوسرے اصحاب کے اعتراضوں کے جواب دریافت کرسکتے ہیں۔ بھائی محمد ضمیر صاحب کولمبو سے بذریعہ خطوط اعتراضات کے جواب دریافت فرماتے ہیں۔ اسی طرح امید ہے کہ دوسرے اصحاب بھی بذریعہ خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حالات دریافت کریں گے۔

نیازمند عبدالرحمن بی۔اے عفی عنہ ہیڈ ماسٹر از پورٹ بلیر

مطبوعہ ... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ... کے لیے شائع ہوا

احمدی جماعت آگاہ رہے

ایک حافظ نابینا جس کا نام عبداللہ ہے۔ اور باہر اپنا نام بدل بھی دیتا ہے شیخ پور ضلع گجرات کا رہنے والا ہے۔ باہر جاکر احمدی بن کے احمدیوں سے چندہ لیتا ہے۔ در اصل عیسائی ہے۔ گاؤں میں بھی احمدی بنا رہتا ہے۔ ہمیں پورا یقین نہ تھا۔ آخر ۲۰ مئی کو اس کی حقیقت کھل گئی۔ وہ عیسائیوں کے ہاں بیٹھا تھا وہاں جاکے اس کے سامنے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس کا نام مسٹر جان ہے اور اُن کا مبلغ ہے۔ اور آج تک گجرات مشن سے تنخواہ لیتا ہے احباب اس سے آگاہ رہیں۔ عطاء اللہ احمدی از شیخ پور

صداقت مسیح موعود کا ایک نشان

کچھ مدت ہوئی بھیرہ کے پراچگان کے محلے میں ایک معمار کے ہاں ایک احمدی بھائی نے اپنے بیٹے کی منگنی کے لئے درخواست کی۔ اور حسب وعدہ برادری کے آدمی لے کر ان کے ہاں گیا لڑکی کے بھائی مسمی کرم دین نے کہا کہ جب تک یہ مرزا صاحب کو اور احمدیت کو نہیں چھوڑیں گے۔ یہ بات کبھی ہونے نہ پائیگی۔ اس وقت تو معاملہ طے ہوگیا۔ مگر اسی اپریل میں جب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بھیرہ تشریف لے گئے اور وہاں کئی لیکچر دیئے۔ تو وہاں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی کرم دین نے بھی غصہ میں آکر کہا کہ اب تو ڈھول بجاکر اپنے بہنوئی اور اس کے باپ کو جامع مسجد میں لیجاؤنگا۔ اور ان سے اقرار کراؤنگا کہ مرزا جھوٹا تھا۔ اور گالیاں دلواؤنگا۔ ایک روز ایک مکان پر جہاں وہ کام کر رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں بہت ناپاک اور ناشائستہ کلمات کہے ایک احمدی نے روکا بھی مگر وہ بکتا ہی رہا۔ انہی ایام میں اس کا باپ کہیں کام کرتے ہوئے کنوئیں میں گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی جسے ہسپتال میں لایا گیا۔ اس نے زندگی سے ناامید ہوکر بیٹے کو وصیت بھی کردی مگر نشان الٰہی دیکھو یہ بیٹا بدبخت بجو اس کرنے کے دو روز بعد طاعون میں مبتلا ہوا۔ اور قبل اس کے کہ اپنے باپ کی وصیت اور اپنی تجاویز کو عمل میں لاتا عین جوانی میں اپنے بڈھے اور بیمار باپ سے پہلے ہی نامراد اور ناکام مرگیا۔ اس بات کے بھیرے میں بہت گواہ ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فضل کریم۔ بھیروی

سلسلہ کے اخبار دیکھنے کا بہت شوق

برادر نور الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۲۴۳ کلیانپور اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں کی جماعت میں کل پندرہ افراد ہیں۔ مگر بڑے شوق سے یہاں سلسلہ کے تمام اخبارات و رسائل منگوائے جاتے ہیں۔ اور بعض کی متعدد کاپیاں یہاں کی جماعت جو روپیہ اخباروں پر صرف کرتی ہے۔ اس کی تعداد للعہ ہے۔ سکرٹری صاحب کی خواہش ہے کہ دیگر جماعتوں کی تحریک کے لئے یہ اعلان کیا جاوے۔

بذریعہ رویاء بیعت

برادر سردار خان صاحب احمدی ہاذرا سبیئی سے لکھتے ہیں۔ انکے خالہ زاد بھائی ملک محمد الدین تاجر سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ اور ہر بات میں سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خلیفہ ثانی کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ لوگوں کو فرمانے لگے مرزا صاحب کا دعوٰی امام مہدی کا ہے۔ ہم اتفاق سے سبیئی آ نزے۔ حکیم خلیل احمد صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح یہاں مقیم ہیں۔ خاکسار اور میرے بھائی صاحب مذکور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے بھائی صاحب نے دیکھ کر کہا۔ منہ تو وہی ہے جو خواب میں دیکھا تھا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا کریں۔

ایک احمدی سشن جج کی کرسی پر

ہمیں یہ معلوم ہوکر نہایت مسرت ہوئی کہ مسٹر ای۔ ایچ۔ بشور تھ صاحب سشن جج کانپور کے دو ہفتہ رخصت کے ایام میں انکی جگہ خانبہادر شیخ محمد حسین صاحب کام کرینگے ہم اس عزت افزائی پر خانبہادر موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں اور ترقی اعزاز کی دعا کرتے ہیں۔

خریداران الفضل سے ضروری عرض

چونکہ الفضل کی جلد پنجم یا بعبارت دیگر الفضل کا سال اخیر جون کو ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے میں دو ہفتہ پیشتر احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مہربانی فرماکر جلد ششم (آئندہ سال) کے چندہ کے لئے وی پی لینے کے لئے تیار رہیں۔ جو احباب ششماہی قیمت دیا کرتے ہیں ان کے نام تین روپے کا وی پی ہوگا۔ اور جو سالانہ ان کے نام چھ روپے کا۔ جو احباب واپس کریں گے ان کے نام پرچہ تا وصولی قیمت بند رہیگا۔

میری گذشتہ اپیل سے کچھ اثر نہیں ہوا جس سے الفضل بدستور نقصان اٹھا رہا ہے ۱۸ مئی اپیل کیا گیا اور ۱۴ جون تک صرف ۱۶۔ آدمیوں نے درخواست خریداری الفضل کی اور پندرہ دوستوں نے وی پی واپس کرکے خریداری چھوڑ دی۔ پس اگر احباب نے میری بات مانی کہ کم از کم ۳۰۰ خریدار گھٹ جائیں تو ۵۰ ماہوار کا خرچ (جو چھپوائی مقررہ تعداد سے بڑھنے کے باعث ہو رہا ہے) کم ہو جاتا اور نہ ایڈیٹر صاحب کی مانی کہ خریدار بڑھائیے میں نے تو اپنے سابقہ تجربہ کی بنا پر عرض کیا تھا کہ بہ نسبت خریدار بڑھانے کے خریدار کم کرنے کی تحریک شاید موثر ہوگی۔ لیکن اگر یہ اصول ہو کہ کسی تحریک کی پرواہ نہیں کرنی تو پھر بہت مشکل ہے۔

(مینجر الفضل)

تبلیغ احمدیت کے لئے ایک نیا رسالہ

مسئلہ وفات مسیح و صداقت مسیح موعود پر جناب حافظ روشن علی صاحب کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء کی تقریر چھپکر شائع ہوگئی ہے جس کی مقبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ چھپنے سے پیشتر ہی ۱۰۰ کے قریب جلدوں کی خریداری کے لئے درخواستیں آچکی تھیں۔ کل تقریر ایک ہزار چھپوائی گئی ہے اب بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ احباب جلدی منگالیں۔ قیمت ۴؍ فی اور ایک روپیہ سے زائد منگانے والے احباب [illegible]

[illegible] (مینجر [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان ۱۵ جون ۱۹۱۸ء

ایک فتنہ کا آغاز

غیر مبائعین کی طرف سے

اخبار پیغام صلح میں ایک عرصہ سے "ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ" کے زیر عنوان کچھ تحریریں شایع ہو رہی ہیں۔ جن کے متعلق بعض لوگوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوا ہے۔ کہ آیا ان کو صحیح اور مصدقہ سمجھ کر ان سے کوئی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ یا نہیں چونکہ یہ ایک نہایت اہم اور وزنی سوال ہے۔ اس لیے ہم تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ پیغام صلح ٹھنڈے دل کے ساتھ اس پر غور کرے گا۔ اور جس غلطی کی طرف ہم توجہ دلانے والے ہیں۔ اس کی اصلاح کر دیگا۔

یہ تو صاف بات ہے کہ "ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ" کے عنوان سے جو کچھ پیغام صلح شایع کرتا ہے۔ وہ کوئی ایسی تحریریں نہیں ہیں۔ جو قبل ازیں شائع نہ ہو چکی ہوں۔ اور پیغام صلح کے پاس محفوظ پڑی ہوں۔ بلکہ وہ ایسی ہی ہیں جو آج سے بہت عرصہ پہلے مختلف کتب اور اخبارات میں درج ہو چکی ہیں۔ اور انھیں کی بنا پر "پیغام صلح" شائع کر رہا ہے۔ لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ جہاں سے "ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ" کا مصالحہ لیا جاتا ہے۔ وہاں کا پتہ و نشان ہرگز نہیں بتایا جاتا۔ علاوہ اس کے کہ یہ اخباری لحاظ سے ایک سخت کمینہ حرکت ہے اس سے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے ساتھ حد درجہ کے بخل اور تنگ ظرفی کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ اگر ملفوظات حضرت مسیح موعود کو اس لئے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ کہ ان کو پڑھنے والے اپنی روحانی اصلاح کر سکیں۔ کیونکہ اس برگزیدۂ خدا کے منہ یا قلم سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ جو اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا۔ اور پھر اگر ان کو اس لئے پیش کیا جاتا ہے کہ روحانیت سے تہی دست لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ اس خزانہ کے لعل و جواہر ہیں جو اس تیرہ و تار زمانے میں لوگوں کو روحانی مال سے مالا مال کرنے کے لئے کھولا گیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ انھیں ان روح پرور کلمات کی چاٹ لگا کر اور ان دربہائے بے نظیر کی جھلک دکھا کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور نہیں بتایا جاتا کہ ہم نے انھیں فلاں صندوق (کتاب) سے نکال کر تمھارے سامنے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اب اگر تمھیں یہ پسند ہیں۔ تو خود ہاتھ بڑھاؤ۔ اور اس صندوق کو کھول کر جس قدر چاہو حاصل کر لو۔

کیا پیغام صلح کے نزدیک حضرت مسیح موعود کی تحریروں یا تقریروں کا وہ حصہ جو ملفوظات کے عنوان سے درج کرتا ہے۔ اس قابل نہیں ہوتا۔ کہ ان کے پڑھنے والا اگر کچھ بھی رشد و ہدایت کا مادہ رکھتا ہے۔ تو اس کا دل متوجہ ہو کر پوری تحریر یا تقریر پڑھنے کی خواہش کرے۔ اگر نہیں تو وہ درج ہی کیوں کرتا ہے۔ اور اگر ہے تو پھر حضرت مسیح موعود کی تحریر کے متعلق جب یہ نہیں بتایا جاتا کہ کہاں سے اخذ کر کے درج کی گئی ہے۔ تو کسی کی یہ خواہش کیونکر پوری ہو سکتی ہے اور کس طرح ایسا شخص حضرت مسیح موعود کی کتب کو پڑھ سکتا ہے۔ کیا یہ صاف اور واضح طور پر اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ پیغام صلح نے "ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ" کا جو عنوان مقرر کیا ہوا ہے۔ اس سے اس کی ہرگز یہ منشاء نہیں کہ لوگ حضرت مسیح موعود کے کلمات و ارشادات سے فائدہ اٹھائیں اور آپ کی کتب کے پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ بلکہ وہ صرف اخبار کے صفحے پُر کرنے کی غرض سے ایسا کرتا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جہاں سے اتنا لمبا چوڑا مضمون نقل کرتا ہے وہاں کا پتہ و نشان ایک دو لفظوں میں نہیں بتا دیتا۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ اس کے بتانے میں کسی قسم کا نقصان نہیں۔ بلکہ نہ بتانے میں سخت نقصان ہے۔

اس کے علاوہ موجودہ صورت میں جبکہ ہم میں۔ اور غیر مبائعین میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے معنی اور مطالب میں اختلاف ہے۔ اور ایک ایک لفظ بڑی اہمیت رکھتا ہے حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے بغیر پتہ و نشان کے تحریروں کا شائع کرنا ایک نہایت ہی خطرناک اور دھوکہ دہ جرائت ہے اور ہم یہ خیال کرنے میں بالکل حق بجانب اور راستی پر ہونگے کہ غیر مبائعین اس طریق سے ایک نہایت تباہ کن اور نقصان رساں ڈھنگ اختیار کر رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی مصدقہ و غیر مصدقہ تحریروں میں گڑبڑ ڈالنے کے لئے ایسا خطرناک دروازہ کھول رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ انجام کار بڑے بڑے فسادات کا موجب ہوگا۔ کیونکہ بغیر پتہ و نشان کے حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے تحریروں کے شائع کرنے میں حسب منشاء کمی بیشی کرنے یا تغیر و تبدل کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اور جبکہ ایسی نظیریں موجود ہیں۔ کہ غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود کی کئی ایک تحریروں میں باوجود پتہ اور نشان ساتھ لکھنے کے اپنی منشاء کے مطابق تغیر تبدل کیا ہے۔ تو پھر ان کی طرف سے شائع ہونے والی ان تحریروں پر کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں۔ جو کہ بغیر حوالہ اور بلا پتہ شائع کی جا رہی ہیں۔

ذیل میں ہم غیر مبائعین کے اکابرین کی اس تحریف کی دو تین نظیریں پیش کرتے ہیں۔ جو انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں کی۔

(۱) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو غیر مبائعین میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ اور ان کے امیر مولوی

محمد علی صاحب کے خسر ہیں - اُنھوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف ایک مضمون لکھتے ہوئے پیغام صلح ۱۴ - جولائی ۱۹۱۵ء (صفحہ ب) پر لکھا :-

کہ خود حضرت مسیح موعود بھی یہی فرماتے ہیں - کہ "کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے - کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہے - کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایک نبی بھی آئیگا - جو آنحضرت صلعم کے بعد اس قول کو معاذ اللہ جھٹلائیگا - جو آپ نے بار ہا فرمایا تھا یعنی لا نبی بعدی - آہ"

حالانکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ - پر اصل عبارت یہ ہے - کہ "کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے - کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑیگا - اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا - اور آپ کی پیروی سے نہیں - بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا - اور اس کی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا - اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا - یقیناً سمجھو کہ خدا ایسا نہیں کرے گا"

اب ان دونوں تحریروں کو بالمقابل رکھکر دیکھئے کہ اصل عبارت میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کس قدر تحریف سے کام لیا ہے - حضرت مسیح موعود تو شرعی اور براہ راست نبی ہونے کی نفی کرتے ہیں لیکن جناب ڈاکٹر صاحب آپ کی تحریر سے مطلق نبی کے ہونے کا انکار نکالتے ہیں -

حضرت مسیح موعود کی تحریر میں تحریف کا دوسرا نمونہ مولوی محمد علی صاحب کا پیش کرتے ہیں -

مولوی صاحب موصوف نے اپنے ایک ٹریکٹ بنام القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" میں لکھا تھا کہ :-

"دوسری طرف تریاق القلوب کو دیکھتے ہیں تو اس کی وہ تحریر جس میں لکھا ہے کہ :-

"غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے - جس کے تمام اہل علم و اہل معرفت قائل ہیں"

حالانکہ تریاق القلوب کی اصل عبارت حسب ذیل ہے :-

"یہ ایک جزئی فضیلت ہے - جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے - اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں"

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس عبارت میں ایسی تحریف کی کہ جو ان کے لئے مفید مطلب تھی - اس کے علاوہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام والسلام کے متعلق لکھا تھا کہ :-

"حضرت صاحب تو فرماتے ہیں - کہ "جبکہ آنحضرت صلعم شکم آمنہ عفیفہ میں تھے تب فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا - کہ اے آمنہ تو بیٹا جنیگی - اس کا نام احمد رکھنا - اور میاں صاحب فرماتے ہیں - آپ کے والدین نے ہرگز آپ کا نام احمد نہیں رکھا - یہ بات کسی کی بنائی ہوئی ہے - میاں صاحب غور کیجئے کس کی بنائی ہوئی بات ہے - مسیح موعود کی" -

پیغام صلح ۷ - ستمبر ۱۹۱۶ء

یہ بات جناب مولوی صاحب نے اپنی طرف سے بنا کر نہایت کھلے طور پر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر دی - حالانکہ آپ کی کسی تحریر اور تقریر میں نہیں پائی جاتی - اور نہ ہی اس وقت تک باوجود کئی دفعہ مطالبہ کرنے کے مولوی صاحب موصوف اس کا کوئی پتہ اور نشان بتا سکے ہیں -

پس جن لوگوں کی یہ حالت ہے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریروں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے نہایت بے باکی سے تحریف کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے - ان کی طرف سے شائع ہونے والی ایسی تحریروں پر کس طرح اعتبار کیا جا سکتا ہے - جن کا وہ کوئی پتہ اور حوالہ نہیں دیتے

ہم نہیں سمجھتے کہ اگر بغیر حوالہ ایسی تحریروں کے شائع کرنے کی یہی دو وجہیں نہیں ہیں - جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا - یعنی ایک یہ کہ لوگ حضرت مسیح موعود کی کتب سے واقفیت حاصل کر کے فائدہ نہ اٹھا سکیں - اور دوسرے یہ کہ اس طرح انھیں حسب منشا تحریف کرنیکا موقع میسر رہے - تو پھر کیوں حوالہ ساتھ نہیں دیا جاتا - اس میں ان کا حرج ہی کیا ہے - اور کونسا نقصان واقع ہوتا ہے ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں - کہ پیغام صلح کے ارکین اپنی نوٹ بکوں سے "ملفوظات مسیح موعود" مرتب کر کے شائع کر رہے ہیں - کیونکہ اول تو ان میں سے کسی کو یہ توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی کہ باقاعدہ ملفوظات مسیح موعود مرتب کرتا - دوسرے اگر فرض بھی کر لیا جاوے - کہ اس عنوان سے پیغام صلح میں غیر مطبوع تحریریں شائع ہوتی ہیں تو اسی بات کا ذکر ہونا چاہئے - لیکن نہ تو یہ لکھا جاتا ہے اور نہ کسی کتاب یا اخبار کا حوالہ دیا جاتا ہے - ایسی صورت میں ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں - کہ بغیر پتہ اور حوالہ کے حضرت مسیح موعود کی تحریروں یا تقریروں کے شائع کرنے سے پیغام صلح کی یہی غرض ہے - کہ ان میں حسب منشاء تغیر و تبدل کرنے یا ان کے سیاق و سباق کو حذف کر کے اپنے مفید مطلب بنانے کا موقع مل سکے - پس چونکہ یہ ایک نہایت فاسد ارادہ ہے - اور گو اس وقت اس طریق عمل کے نقصانات ظاہر نہ ہوں - لیکن چونکہ آئندہ چل کر ان کی وجہ سے بہت سے خطرناک نتائج پیدا ہونے والے ہیں - اس لئے ہم تمام احمدی احباب کو پیغام صلح کی اس خطرناک اور ناسزا جرأت کے خلاف بڑے زور کے ساتھ توجہ دلاتے ہوئے مطلع کرتے ہیں کہ وہ "ملفوظات حضرت مسیح موعود" کے زیر عنوان شائع ہونے والی کسی تحریر کو اس وقت تک مصدقہ - اور قابل اعتبار نہ سمجھیں - جب تک کہ اس کے ساتھ حوالہ نہ درج ہو - اور اصل تحریر سے مقابلہ کر کے نہ دیکھ لیں - کیونکہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے پیش کرنے میں بالکل غیر معتبر ثابت ہو چکے ہیں - اور تحریف کر کے دھوکہ دینے میں نہایت بیباک ہیں ابھی تھوڑا ہی

(بقیہ [illegible])

امیر کی اطاعت

از مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

(فرمودہ ۷ جون ۱۹۱۸ء)

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ٥ والی السماء کیف رفعت ٥ والی الجبال کیف نصبت ٥ والی الارض کیف سطحت ٥ فذکر انما انت مذکر ٥ لست علیھم بمصیطر ٥ الا من تولی و کفر ٥ فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر ٥ ان الینا ایابھم ٥ ثم ان علینا حسابھم

(۸۸ - ۱۷ - تا ۲۶)

ہر ایک ملک کے لوگوں کو جب سمجھایا جاتا ہے۔ تو ان ہی کے ملک کی چیزیں ان کے سامنے مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر یورپ کی اشیاء پنجابیوں کو کوئی بات سمجھانے کے لئے بطور مثال پیش کی جائیں۔ تو پنجابی اس سے کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے اگرچہ قرآن کریم ساری دنیا کے لئے ہے۔ لیکن چونکہ اس کے اول مخاطب عرب کے لوگ ہیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس لئے ان لوگوں کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے۔ کہ کس طرح ایک شخص کے پیچھے چل کر لوگ جنت میں جا سکتے۔ اور اس بُرے ٹھکانے سے جس کا نام جہنم ہے بچ سکتے ہیں۔ ایک ایسی ہی مثال کے ذریعہ سے سمجھایا ہے جو ہر وقت ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ چنانچہ اس سورت میں جس کی آیات میں نے پڑھی ہیں پہلے دوزخ اور پھر جنت کا ذکر کیا ہے۔ اور چونکہ عرب تمثیل میں بات کیا کرتے تھے۔ اور اپنے عشقیہ اشعار میں اونٹ وغیرہ اشیاء اور قدرتی مناظر کے تذکرے پیش کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو فرماتا ہے کہ ہم نے تمھیں قرآن شریف میں بہت سے مسائل حکمیہ بتلائے۔ اور ان کے ذریعہ حقیقت کو واضح کیا ہے اب ہم تمھیں بتلاتے ہیں کہ اونٹوں پر غور کرو کہ وہ کس طرح منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ وہ ایک قطار میں چلے جاتے ہیں۔ اور جو ان کے آگے ہوتا ہے وہ ان کا پیشرو ہوتا ہے۔ اس قطار میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو منزل مقصود پر پہلے نہ جانے کی وجہ سے محض ناواقف ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی جب پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو منزل مقصود کو پا لیتے ہیں۔

اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ تم اس منزل مقصود سے ناواقف ہو۔ اور اس کا رستہ نہیں جانتے۔ جہاں ہمارا رسول تمھیں لے جانا چاہتا ہے۔ لیکن اگر اس کی اتباع میں چلو گے۔ تو لازماً اس جگہ پہنچ جاؤ گے۔ جہاں تم کو یہ لئے جا رہا ہے۔

اسلام کا یہ طریق ہے کہ جو مسئلہ جس قدر ضروری ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کی تکرار کرتا ہے۔ تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائے۔ چونکہ امام اور پیشوا کی اطاعت ایک نہایت ضروری امر ہے۔ اس لئے اس کو یاد دلانے کے لئے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا رکھ دیا۔ اب غور کرو کہ ایک امام ہے۔ اور اس کے پیچھے مقتدی ان مقتدیوں میں مختلف الاستعداد اشخاص ہوتے ہیں۔ بعض ایسے جنہیں وہ ساری سورتیں یاد نہیں ہوتیں۔ بعض ایسے ہیں جو ان سورتوں کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتے۔ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن ان پر لازم کر دیا گیا کہ جو کچھ امام کرتا ہے وہی تم بھی کرو۔ اور اس کی اطاعت میں ایک سرمو فرق نہ آنے دو پھر یہی نہیں کہ تصویری زبان میں ہی اطاعت کے مفہوم کو سمجھا دیا ہو بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے خود اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں رسول کی اتباع کا بھی حکم دیا اور رسول کی اتباع کے ساتھ ہی امیر کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ اور جو لوگ امام یا امیر کی اطاعت سے منحرف ہوں۔ ان کے لئے دوزخ کا وعید دیا۔ پھر چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے۔ کہ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ چلیگا۔ اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ خلفاء دنیا کی طرف جھک جائیں گے اس لئے جب آپ سے عرض کیا گیا کہ اس وقت ہم ان خلفاء کی مخالفت کریں یا اطاعت۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس وقت بھی ان لوگوں کی اطاعت ہی کرنا۔

خلفاء کے بعد امیر ہوتے ہیں۔ جن کو خلفاء اپنی عدم موجودگی میں جماعت کے انتظام کے لئے مقرر کیا کرتے ہیں۔ اس کے لئے شریعت اسلام نے سخت تاکید کی۔ کہ ان کی اتباع سے باہر نہ ہونا۔ مگر بعض انسانوں کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ اس کے خلاف کرتے ہیں جس کے دو ہی باعث ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلا جہالت ہے۔ لیکن جو شخص جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ وہ سمجھ آ جانے کے بعد اس طریق کو چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا باعث علم کا گھمنڈ ہوتا ہے اور جو علم کے گھمنڈ کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ وہ اپنی اصلاح کرنے سے محروم ہی رہتے ہیں۔ الا ماشاءاللہ

ابتداء میں مخالفت یا جھگڑا معمولی باتوں سے شروع ہوتا ہے۔ اور دو ہی قسم کے لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ اول جاہلوں کی طرف سے۔ مگر وہ سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ دوسرے علم کا دعوے کرنے والوں کی طرف سے جن میں سے اکثر کا جھگڑا تکبر کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔

یہ جو میں نے بتایا ہے کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ایک امام کی اتباع کرنا شریعت نے ضروری ٹھہرایا ہے۔ یہ مسلمانوں سے چھوٹ گیا۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں خلیفہ پر اعتراض کئے گئے۔ اور خلیفہ کو ناراض کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے اتفاق اور یکجہتی اٹھ گئی۔ اور اس نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں پھر اتفاق نہ ہوا۔ بلکہ دن بدن نااتفاقی ہی بڑھتی چلی گئی اور جس طرح تسبیح کے دانے دھاگے کے ٹوٹ جانے سے بکھر جاتے ہیں۔ یہی حالت مسلمانوں کی ہو گئی۔ لیکن جب حالت اپنی

عرصہ ہوا کہ جب ایک جگہ غیر مبائعین سے مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "النبوت فی الاسلام" کے صفحہ ۳۴۱ کے اس حوالہ کا مطالبہ کیا گیا۔ جو انھوں نے حضرت مسیح موعود کی کتاب دافع البلا کی طرف منسوب کرکے ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ "مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے"

اور اس حوالہ کا مطالبہ ہمارے پاس شائع ہونے کے لئے بھی آگیا۔ تو پیام صلح کو اعتراض ہونے پر النبوۃ فی الاسلام کے شائع ہونے کے دو سال بعد اس کی اصلاح کرنی پڑی۔ اور اس نے اس تحریف کا بار بیچارے کاتب کی گردن پر ڈال دیا۔ لیکن اگر مولوی محمد علی صاحب اس عبارت کے ساتھ کتاب دافع البلاء کا نام نہ لیتے۔ تو نہ اس حوالہ کا مطالبہ ہوتا اور نہ پیغام صلح اس کی اصلاح کرتا۔ اور یہ غلطی ہمیشہ کے لئے پڑی رہتی۔ اب اگر یہی مان لیا جائے غلطی سے اس حوالہ میں تغیر و تبدل ہو گیا تھا۔ نہ کہ جان بوجھکر۔ تو کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ پیام جو صفحے کے صفحے نقل کرتا ہے۔ ان میں بھی اسی قسم کی غلطی واقع ہو جاتی ہو۔ ضرور ممکن ہے بلکہ یقینی ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کی اس وقت تک کوئی صورت نہیں نکل سکتی جب تک کہ پیام صلح حوالہ نہ دے۔

پھر حال ہی میں غیر مبائعین کی طرف سے جب "ملفوظات احمدیہ" جلد اول کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی تو اس کے متعلق معزز معاصر الحکم نے ثابت کیا کہ اس میں حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر درج کرتے ہوئے اس کی ابتدائی سطور کو اپنے خلاف سمجھ کر حذف کر دیا گیا ہے۔ جس کے جواب میں ۵۔ مئی ۱۹۱۸ء کے پیام صلح میں اعتراف کیا گیا کہ غلطی سے ایسا ہوا ہے۔ لیکن یہ غلطی کیونکر پکڑی گئی اور اس کے اعتراف کے لئے پیام صلح کیوں مجبور ہوا۔ اسی لئے کہ اس تحریر کے ساتھ حوالہ درج تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بات وہیں کی وہیں رہجاتی۔

پس ان مثالوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حوالہ دینے کا کس قدر فائدہ اور نہ دینے کا کس قدر نقصان ہے۔

کیا ہم امید رکھیں کہ پیام صلح آئندہ اس عنوان کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی اگر کوئی تحریر یا تقریر نقل کریگا تو ساتھ ہی حوالہ بھی دیدیگا۔ لیکن اگر اب بھی اس نے ایسا نہ کیا تو صاف طور پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ اس کی نیت میں فساد ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ آئندہ چل کر انہی غیر مصدقہ تحریروں کی بنا پر اختلافی مسائل میں بحث و مباحثے شروع ہو جائیں۔ اور لوگ اصل تحریروں سے ناواقف رہ کر کہیں کے کہیں نکل جائیں۔ اور اس طرح حقیقی احمدیت پر پردہ پڑ جائے۔

پس ہم احمدی احباب کو بڑے زور کے ساتھ آگاہ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز اس چال میں نہ آئیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان بے نام و نشان تحریروں کو مصدقہ سمجھنے کے لئے تیار نہ ہوں غیر مبائعین کی طرف سے اس وقت تک احمدیت کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے اور اس کے مٹانے کی جس قدر کوششیں ہوئی ہیں انھیں میں کی ایک یہ بھی ہے۔ اور اس رنگ میں وہ احمدیت پر ایک خطرناک حملہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ جس طرح اس وقت تک وہ اپنی ہر تدبیر اور منصوبہ میں ناکام اور نامراد رہے ہیں اسی طرح اس میں بھی رہیں گے۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے فتنہ اور فساد سے آگاہ کر دیں۔ اور اس کے مٹانے کی ترکیب بتا دیں۔

احمدیت کے خلاف غیر مبائعین کا یہ حملہ بعینہ اسی قسم کا ہے جس قسم کا اسلام کے خلاف ان مفسد اور فتنہ پرداز لوگوں نے کیا تھا۔ جو وضعی اور بناوٹی حدیثوں کے بانی مبانی تھے۔ انھوں نے اس فتنہ پردازی کے لئے یہی طریق اختیار کیا تھا۔ کہ اول اول تو صحیح حدیثوں کو بغیر ان کے راویوں کے بیان کرنا شروع کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ ہمارا اعتبار قائم ہو گیا ہے۔ اور ہمارے لئے سلسلہ روات کو قطع کرنے کی وجہ سے بناوٹی اور وضعی حدیثیں بنانے کا راستہ کھل گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنا اصل کام شروع کر دیا اور بیشمار وضعی حدیثیں بنا کر اس کثرت سے پھیلا دیں کہ ہر ایک کے لئے صحیح اور وضعی حدیث میں امتیاز کرنا ناممکن ہو گیا۔ یہ فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا بلکہ ایسا خطرناک فتنہ تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حفاظت کا وعدہ نہ ہوتا۔ اور وہ اپنے فضل و کرم سے ایسے لوگ کھڑے نہ کر دیتا جنھوں نے وضعی اور غیر وضعی حدیثوں میں امتیاز کرکے رکھدیا تو نہ معلوم اسلام کا کیا حال ہوتا۔ اب ہمارے غیر مبائعین دوست انھیں فتنہ پرداز لوگوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ جنھوں نے وضعی حدیثیں بنائی تھیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تحریرات حضرت مسیح موعود کے متعلق وہی فتنہ پیدا کر دیں جو احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیدا کیا گیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے پہلا قدم جو اٹھایا ہے۔ وہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو بلا حوالہ پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ پس ہم ان کے ذریعہ پیدا ہونے والے فتنہ سے ابھی وقت اپنی جماعت کو آگاہ کئے دیتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم پیام صلح کی ایسی تحریروں کو جو منسوب تو حضرت مسیح موعود کی طرف کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ کہاں سے لیکر نقل کی گئی ہیں ہرگز ہرگز مصدقہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور ان سے کسی قسم کا استدلال کرنا درست نہیں سمجھتے۔ تمام جماعت اس اعلان سے آگاہ رہے۔ جسے ہم اس وقت حفظ ما تقدم کے طور پر کر رہے ہیں۔

انظر

ہمارے بادشاہ کی فتح

منشی سردت یار خانصاحب سب انسپکٹر پولیس و ممبر وار لیگ ایٹہ نے آٹھ صفحہ کا ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں آپ نے ایسے طریق بتائے ہیں۔ جن سے اس وقت ہندوستانی اپنی سرکار کی مدد کر سکتے ہیں۔ عوام میں اس کی اشاعت مفید ہو سکتی ہے۔ جو صاحب چاہیں مندرجہ بالا پتہ سے منگوا کر خود پڑھیں اور [illegible]

بقیہ صفحہ ۶ نتہا کو پہنچگئی تو خدا کی رحمت نے جوش مارا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے مبعوث کیا۔ جن کے ذریعہ ہمیں اتفاق و اتحاد نصیب ہوا۔ اور ہمیں ایک امام عطا کیا گیا۔ تاکہ ہم اس کی ماتحتی میں کام کریں۔ ہمارے مخالفین ہمارے سامنے تو کہیں تو اور بات ہے۔ لیکن ان کے دل محسوس کرتے ہیں اور وہ اپنی مجلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ احمدی جماعت ضرور کامیاب ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہے۔ جس کے ہاتھ میں ساری جماعت کی طاقت ہے۔ پس تعجب ہے اگر ہم اس کو پسند نہیں کرینگے۔ تو اس کا نتیجہ ویسا ہی ہوگا جیسا پہلوں کے حق میں ظاہر ہوا۔

میں نے پہلے خطبوں میں بھی اپنے دوستوں کو کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں کہ ہمیں ہمیشہ احتیاط کی راہ اختیار کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ حضرت امام غزالی کے متعلق حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام پر جن تین مصنفوں نے بہترین لکھا ہے۔ ان میں ایک امام غزالی ہیں۔ یہ ایک ایسے بزرگ ہوئے جنہوں نے بہت سے علوم کے متعلق بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ اور تصوف کی کتب میں جہاں مطلق "امام" کا لفظ آتا ہے اس سے مراد حضرت امام غزالی ہی ہوتے ہیں۔

آپ کے فوت ہونے کے بعد ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہو "غزالی کیا حال ہے۔ تو انھوں نے کہا خدا کا فضل ہی ہوا ہے۔ ایک چھوٹا سا عمل مقبول ہوا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے میں بخشا گیا ہوں۔

فرمایا ایک دن میں لکھ رہا تھا۔ کہ مکھی قلم کی نوک پر آ بیٹھی۔ میں اس لحاظ سے لکھنے سے رک گیا کہ یہ پیاسی ہے۔ اگر میں نے قلم کو جنبش دی تو پیاسی ہی اڑ جائیگی۔ جب وہ خود اڑ گئی تو میں نے لکھنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ کو میرا یہی ایک فعل پسند آیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ تو نے ہماری مخلوق پر رحم کیا۔ اس لئے ہم تجھ کو بخشتے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ جہاں نکتہ نواز ہے نکتہ گیر بھی ہے اس لئے ہمارے لئے بہت احتیاط اور خوف کا مقام ہے ہمیں ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کا پورے طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ اور کوئی بات ایسی نہیں کرنا چاہئے۔ جس سے کسی قسم کے جھگڑے یا فساد کا احتمال پیدا ہو۔ جماعت کا امیر خدا کے فضلوں میں سے ایک فضل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی قدر کرنا چاہئے۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے موجب ثواب و برکت سمجھنا چاہئے۔

خدا ہمیں اس بات کی توفیق دے۔

آریہ اخبارات کے ایڈیٹروں کو خطاب

"شکاری بلڈاگ" کُتّے

جناب منشی رام صاحب اپنی خدمات اور قابلیت کے لحاظ سے آریوں میں جو پایہ اور شخصیت رکھتے ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ جناب موصوف تمام تعلقات سے الگ ہو کر سنیاسی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ کا لباس آپ کا حلیہ۔ حتیٰ کہ آپ کا نام بھی تبدیل ہو گیا ہے یعنی آپ کا نام بجائے "منشی رام" کے سوامی "شردھانند" سنیاسی رکھا گیا ہے۔

جناب موصوف ایک سلجھے ہوئے۔ اور بہت حد تک ایک زندہ ضمیر رکھنے والے آریہ سماجی ہیں۔ آپ نے پچھلے دنوں "نیوگ" کو جسے وید کی تعلیم کے مطابق کہا جاتا۔ اور جناب پنڈت دیانند مہاراج کے ملفوظات میں سے بطور رکن سر سبز سمجھا جاتا ہے۔ نچلے اور پایۂ تہذیب و شرافت سے گرے ہوئے لوگوں کا فعل بتلایا۔ جس سے ناراض ہو کر نیوگ کی حمایت کرنے اور بزعم خود اسے اہم اور مفید اور نتیجہ خیز مسئلہ قرار دینے والے آریہ سماجی اخبارات نے ناراضگی کا بھی اظہار کیا۔ مگر جناب سوامی صاحب موصوف نے اپنے خیال کو جس طرح نہایت آزادی سے ظاہر فرمایا تھا۔ اسی طرح جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اب تک وہ اس پر قائم بھی ہیں۔ جو قابل تعریف دلیری ہے۔ اب آپ نے آریہ سماجی اخبارات کی کارروائیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے ایک خطاب تجویز کیا ہے۔ جس کا علم ہمیں "مسافر آگرہ" مورخہ ۴ مئی کے ذریعہ ہوا ہے۔ اور وہ خطاب وہی ہے۔ جسے ہم نے اس مضمون کا عنوان قرار دیا ہے۔ مسافر آگرہ نے بطور فخر اسی کو شائع کیا۔ اور ناراض ہونے والے آریہ اخبارات کو مشورہ دیا ہے کہ "سادھو مہاتماؤں کی درگاہ سے ملی ہوئی تو ایک راکھ کی چٹکی بھی آدمی کو پارس بنا دیتی ہے۔ اور یہاں تو ایک خطاب مل رہا ہے۔" اور آخر میں آریہ ایڈیٹروں کو اپنی طرف سے اس خطاب کے ملنے پر مبارکباد دی ہے!

آریہ سماج کے ایک ذمہ دار اور مسلمہ بزرگ کی طرف سے آریہ ایڈیٹروں کو جو خطاب دیا گیا ہے یونہی نہیں دیدیا گیا۔ بلکہ واقعات اور حالات کی بنا پر دیا گیا ہوگا۔ کیا ہم امید رکھیں کہ آریہ اخبارات جن کے رویہ کو ان کے اپنے ہی مسلمہ بزرگ نہایت نفرت کے قابل اور بدترین مخلوق کے مشابہ قرار دے رہے ہیں۔ غور فرماویں گے اور اپنے طرز تحریر میں اصلاح کریں گے۔ افسوس کہ اس وقت تک آریہ اخبارات نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی۔ چنانچہ آجکل ہمارے سلسلہ کی ایک کتاب "درثمین" کو پیش نظر رکھ کر انھوں نے جو غیر مہذبانہ روش اختیار کر رکھی ہے وہ بہت رنجیدہ ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آریہ اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان سخت کلامی اور درشت نویسی سے باز آجائیں اور ہر ایک معاملہ کے متعلق نہایت نیک نیتی سے تہذیب اور شرافت کے ساتھ تبادلہ خیالات یا افہام تفہیم کیا کریں۔ یوں شور و شر مچانا نہ تو مہذبانہ فعل کہلاتا ہے۔ اور نہ اس سے کوئی مفید نتیجہ نکلتا ہے۔

ہنگامۂ یورپ

جرمن حملے کے دوسرے دور کا خاتمہ

لنڈن ۷-جون- کل کی برقیات جنگ سے پتہ چلتا ہے کہ عظیم الشان جرمن حملہ کے دوسرے دور کا خاتمہ ہو گیا ۲۷-مئی سے نویون- رہیم لائن پر جن بڑے حملوں کا آغاز ہوا تھا اُن کی جگہ پر اب ادھر اُدھر کے حلقوں میں مقامی لڑائیاں باقی رہ گئی ہیں- اور ان میں بھی بجائے زمین حاصل کرنے کے جرمنوں نے خود کچھ زمین کھوئی ہے- اور کم از کم دو دن سے عام پیشقدمی بالکل رکی ہوئی ہے- معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں نے بیشک حملہ کی ابتدا کر دی ہے- اور دشمن کے دستوں کو برابر پیچھے دھکیل رہے ہیں- فرانسیسی ماہرین جنگ اعلان کرتے ہیں- کہ موجودہ توازن قوت فرانسیسی افواج محفوظہ کے آجانے سے قائم ہو گیا ہے- جو زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکتا-

مسلسل اتحادی کامیابیاں

لنڈن ۷-جون ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ رات دیدیر کے شمال اور نویون کے مغرب میں ہم نے کئی حملے کئے- اور قیدی پکڑے- آین کے شمال میں ہم نے رات کو حملہ کر کے موضع لاپورٹ پر جو فانٹینوا کے مغرب میں واقع ہے قبضہ کر لیا آین کے جنوب میں ہم نے ایبلن کے جنوب مشرق میں اپنے استحکامات بڑھالئے- مارن اور ارق کے ہم نے کئی مقامی لڑائیاں کیں- بوئل لاپورتیر کے علاقہ میں ہم نے اپنی ترقی میں اضافہ کیا- اور گالتر نان کے شمال میں موضع دینلی پر اور بیونی لاپورتیر اسٹیشن کی مشرقی جھاڑوں پر قبضہ کر لیا- ہم نے اس موضع کے شمالی مضافات کو بھی لے لیا- اور جنوب کی طرف امریکن فوج نے شارسی بلیو اور بورشس کے محاذ پر زمین حاصل کی- شاتو تھیری کے مغرب میں ہم نے جوش و خروش کے ساتھ حملہ کر کے پہاڑی نمبر ۲۰۴ میلی- مارن اور ریمس کے مابین برطانوی افواج نے موضع بلیگنی میں قدم جمالئے اور دشمن کو بھاری نقصانات پہنچائے- ہم نے ان کارروائیوں میں ایک سو قیدی گرفتار کئے-

اتحادیوں کے مقامی کامیاب حملے

لنڈن ۸-جون اب جو جرمن حملہ آوری کی قوت خرچ ہو چکی ہے تو اتحادی خود حملہ آوری اختیار کر رہے ہیں اور کل ساری لائن پر مقامی اعمال حربی میں انھوں نے کامیابیاں حاصل کی ہیں- اور ایسے مواضع کو دوبارہ چھین لیا ہے جو غنیم کے خط حربی کے پچھلے سرے کی روک تھام میں کار آمد ہونگے- نہایت اہم موقعہ جو حاصل کیا گیا ہے- وہ فراخ پہاڑی نمبر ۲۰۴ کا دوبارہ تسخیر کرنا ہے- جو شاتو تھیری کے مغرب میں واقع اور قصبہ و دریا پر حاوی ہے اس کی بلندی ۴۵۰ فٹ ہے- اور یہ لافرٹے برلب زوآرے کی سمت پیشقدمی میں جو جرمن حملہ کی ایک ابتدائی منزل مقصود سمجھی جاتی ہے روک پیدا کریگی- اور غنیم کی جنگی تدبیر میں دقتیں ڈالیگی- جس کی غرض دریائے مارن پر ایک موقعہ حاصل کرنا ہے تاکہ بعد کی پیشقدمی بجانب پیرس کے لئے آسانی ہو سکے جرمن ہنوز دریائے مارن کی شمالی بلندیوں پر شاتو تھیری سے دوران تک قابض ہیں- لیکن بظاہر وہ اہم شاخ کوہ ان کے ہاتھ سے نکل گئی ہے- جو پہاڑی نمبر ۲۰۴ سے شمالی برلب مارن تک دریا کے برابر واقع ہے- امریکن سپاہ نے بھی پہاڑی نمبر ۲۰۴ کی کامیابی میں حصہ لیا- اور انگریزی سپاہ نے مارن اور رہیم کے درمیان موضع بلیگنی کی تسخیر سے خود کو ممتاز کیا- محاذ کی بڑی وسعت کے باعث ہنوز فوجی نقل و حرکت اور تازہ اچانک حملوں کے لئے گنجائش موجود ہے- اور یہ امر واقع کہ جرمن اے ین اور مارن کے درمیان خود کو مورچہ بند نہیں کر رہے ہیں- ظاہر کرتا ہے کہ وہ عنقریب ایک تازہ حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں-

آئندہ جرمن حملہ کہاں ہوگا-

اب جو اتحادیوں نے این- کیلے- اور پیرس کو جانیوالی سڑکوں کو روک رکھا ہے- تو یہ ممکن نہیں خیال کیا جاتا کہ ہنڈن برگ اب ایک ایسے مقام پر ضرب لگائیں گے- جہاں ان کو یقین ہے کہ وہ اتحادیوں کو سب سے کم تیار پائیں گے- مثلاً لورین میں یہ قابل ذکر ہے کہ جرمن پیشقدمی کی وسعت اس سے کم ہے- جتنی دو ماہ قبل کے معرکے میں تھی- لیکن جتنی توپیں اتحادیوں سے چھینی گئی ہیں- ان کی تعداد سابق معرکے کی چھینی ہوئی توپوں سے صرف نصف ہے- اور جتنے قیدیوں کے پکڑنے کا جرمن دعویٰ کرتے ہیں- ان کی میزان وہی ہے- اس طرح باوجودیکہ دشمن کو تعداد اور عمدہ حربی پوزیشن کے عظیم الشان فوائد حاصل تھے- لیکن دوسری ضرب کی اچانک و خلاف توقع حیثیت اتحادیوں کی طاقت بہت کم صدمہ رساں رہی- حالانکہ اس طاقت کو توڑنا ہی دشمن کا بڑا مدعا ہے- اسی وجہ سے اب جرمنی کے لوگوں کو اخبارات میں آگاہ کیا جا رہا ہے- کہ فتح صرف دھیمی رفتار کی منزلوں سے حاصل ہو سکتی ہے-

انگریزی محاذ پر معمولی آتشباری

لنڈن ۹-جون ایک برطانوی کمیونیک میں مرقوم ہے کہ بیومنٹ اور ہیمل کے درمیان ہم نے تاخت کر کے کچھ قیدی حاصل کئے اور آرا کے مشرق اور شمال مشرق میں گونلشی اور لاباسی کے درمیان دشمن کی کئی تاختوں کو مسترد کیا غنیم کے توپخانہ نے وارس بونیاد اور البرٹ کے درمیان اور نیز گونلشی کے حوالی میں غیر معمولی شدت سے گولہ باری کی-

دشمن کا حملہ مسترد-

لنڈن- ۹-جون- شیو تھیری کے شمالی مغرب میں ردمیل کے محاذ پر سخت گولہ باری کے بعد دشمن نے رات کی تاریکی میں حملہ کیا- لیکن اسکو نہایت ہی سخت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا گیا- دشمن کسی مقام پر ہماری لائن تک نہیں پہنچ سکا-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
(مرتبہ غلام نبی بلانوی)

سورہ رعد
بقیہ رکوع اوّل

۱۱-فروری سنہ ۱۹۱۸ء

کرنے والا کامیاب - کیونکہ اگر کوئی خدا ہے - اور یہ مانتے ہیں کہ خدا ہے - تو تعجب کی یہ بات ہے کہ خدا کے نبی کو نہ ماننے والے جیت جائیں گے - نہ یہ کہ اس کے نبی کو ماننے والے کامیاب ہونگے - پس اگر تو تعجب کرے تو ان کا یہ اعتراض تو تعجب کے قابل ہے ہی - کہ مسلمان کس طرح کامیاب ہو جائیں گے لیکن اس سے بھی بڑھ کر ان کا تعجب کے قابل یہ ان کا قول ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے - کیونکہ اس بات کے نہ ماننے سے تو خدا کا ہی انکار ہوتا ہے - اصل بات یہ ہے کہ ایک تو انھیں خدا پر ایمان ہی نہیں اور دوسرے یہ کہ رسم و رواج کے طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے وہ صداقت کو قبول نہیں کر سکتے - یہ آگ میں ہی ڈالے جانے کے قابل ہیں - اور اسی میں رہیں گے -

دنیا میں بہت لوگوں کے لئے حق کو قبول کرنے میں رسومات - عزت - رشتہ دار - مال و دولت وغیرہ چیزیں طوق بن جاتی ہیں - اور وہ ان میں جکڑے ہونے کی وجہ سے صداقت کو قبول نہیں کرتے -

خدا کے سخت عذاب دینے کی وجہ

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ فرمایا اے رسول یہ لوگ نیکی کی بجائے تیرے ساتھ برائی کرنے میں جلدی کرتے ہیں - یعنی انھیں نیکی کا تو خیال ہی نہیں آتا ہر وقت دکھ دینے ستانے اور تنگ کرنے میں ہی لگے رہتے ہیں حالانکہ انھیں چاہئے تھا کہ گذشتہ واقعات کو دیکھتے اور سمجھتے کہ خدا کے نبیوں کو دکھ دینے والوں کا کیا انجام ہوا ہے اور انھیں کیسی سزائیں دی گئی ہیں - یہ تو اپنی شرارتوں پر بڑے خوش ہوتے ہونگے - کہ ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوتا - اور ہمیں کوئی عذاب نہیں آتا - لیکن اصل بات یہ ہے کہ میرا رب باوجود لوگوں کی بدیوں کے بڑا بخشنے والا ہے - مگر جب سزا دیتا ہے - تو وہ بھی بہت سخت دیتا ہے - کیوں اس لئے کہ وہ بار بار اصلاح کا موقعہ دیتا رہتا ہے - جو موقعہ نہ دے وہ تو قصور پر کم سزا دیا کرتا ہے - لیکن جو کئی دفعہ گناہ معاف کر چکا ہو اور پھر بھی کوئی باز نہ آئے - اس کو سزا دیجاتی ہے - چونکہ خدا تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے - اس لئے جب سزا دیتا ہے تو وہ بھی بہت سخت رہتا ہے - کیونکہ وہ سزا دیتا ہی اس وقت ہے جبکہ معافی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی -

۱۴-فروری سنہ ۱۹۱۸ء

میں نے بتایا تھا کہ اس سورہ میں بعض تفاصیل اور طریقے بیان کئے جائیں گے - جن سے مخالفین رسول کریم کو عذاب دیا جائیگا - وہ کہتے تھے - کہ ہم اپنے تباہ ہونے - اور اس نبی کے ماننے والوں کے کامیاب ہونے کی کوئی بھی علامت نہیں دیکھتے نہ ان کے پاس مال ہے نہ جتھا ہے - نہ حکومت ہے نہ وجاہت - تو کس طرح مان لیں کہ ایسا ہو جائیگا - اس کا جواب شروع سورہ میں یہ دیا گیا - کہ بعض اشیاء کے سامان خدا کی طرف سے ہوتے ہیں - مگر مخفی ہوتے ہیں - ہر ایک کو نظر نہیں آتے - اسی طرح یہاں بھی سامان تو

ہیں۔ مگر تمھیں نظر نہیں آتے۔ اب بتاتا ہے کہ وہ سامان نظر تو نہیں آتے۔ اور جب تک ان سے کام نہ لیا جائے تمھیں نظر نہیں آئیں گے لیکن قبل از وقت تمھیں بتائے دیتے ہیں۔ کہ ہم وہ کونسے طریق اختیار کریں گے جس سے تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اور یہ نبی اور اس کے ماننے والے کامیاب ہو جائیں گے۔ اور انھیں وہ سارے سامان بھی حاصل ہو جائیں گے۔ جو تم رکھتے ہو۔

رسول کریم کو کامیاب اور آپ کے مخالفین کو تباہ کرنے کا پہلا طریق

فرمایا ایک طریق اس نبی کو کامیاب کرنے اور تمھیں تباہ کرنے کا یہ ہوگا کہ ہم تمھاری نسلوں میں ہی ایسا تغیر کر دیں گے۔ وہ تمھارے عقائد سے سخت متنفر اور اس کے عقائد سے متفق ہو جائینگی۔ چنانچہ فرماتا ہے اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ۔ اللہ جانتا ہے اس کو جو کہ ہر ایک عورت اٹھائے ہوتی ہے۔ اور اس کو بھی جانتا ہے جو رحم کم کرتے ہیں۔ یا زیادہ اور ہر ایک چیز کا اللہ کے پاس اندازہ ہے۔

فرماتا ہے رحموں میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ اس کو جانتا ہے۔ عورتوں کے رحموں میں کیا ہوتا ہے۔ بچے ہی ہوتے ہیں۔ ان کے جاننے سے کیا مراد ہے۔ یہ کہ اللہ ان کی حقیقت سے واقف ہے۔ اور اس کو بھی جانتا ہے جو رحم کم کرتے ہیں۔ یعنی مقررہ وقت سے پہلے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کو بھی جانتا ہے جو حمل زیادہ کرتے ہیں۔ یعنی پورے وقت پر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ جو بد طینت اور بد فطرت انسان پیدا ہونے والے ہونگے۔ انھیں پہلے ہی ہلاک کر دیا جائیگا۔ اور کثرت سے وہی زندہ رہیں گے۔ جو تم لوگوں کے عقائد سے متنفر ہونگے۔ اور اس نبی کی باتوں کو قبول کریں گے۔

ہر ایک نبی کے وقت ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی زمانہ میں دیکھ لو حضرت مسیح موعود جن باتوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ان میں ایک حیات مسیح کا عقیدہ بھی ہے۔ اب دیکھ لو نوجوان تمام کے تمام اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور حیات مسیح کو ایک نادانی کا خیال سمجھتے ہیں۔ اور یہی خیال دن بدن پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

پھر جب حضرت مسیح موعود نے لکھا کہ مسلمانوں کی سیاست ٹوٹ چکی ہے اور ان کی سیاسی قوت باقی نہیں رہی۔ تو اس وقت مسلمانوں نے بہت مخالفت کی اور بڑا شور مچایا کہ گورنمنٹ کی خوشامد اور ہماری دشمنی کی وجہ سے اس طرح کہا جا رہا ہے۔ ورنہ ہماری طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ لیکن اب مجبوراً مان رہے ہیں کہ مسلمانوں کی سیاست ٹوٹ چکی ہے۔ اور وہ ذلیل ہو چکے ہیں۔

تو نبی کے آنے پر آہستہ آہستہ ایسی نسلیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں جن کے خیالات اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں۔ اور جب اتحاد ہو جاتا ہے تو پھر ان کے لئے نبی کو ماننا آسان ہو جاتا ہے۔ تو انبیاء کے زمانہ میں خدا ایسی ہوا چلاتا ہے۔ کہ جن خیالات اور اعتقادات کو پھیلانا چاہتا ہے۔ وہ علم طور پر لوگوں کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح مخالفین دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور ماننے والے بڑھتے جاتے ہیں۔ تو بتایا کہ اس رسول کے کامیاب اور تمھارے ناکام ہونے کا ایک طریق یہ ہوگا کہ اب جو تمھاری نسلیں پیدا ہونگی ان کے خیالات تمھارے خلاف ہونگے۔ اور اس نبی کے موافق اس لئے تم سے الگ ہو کر وہ اس کے ساتھ جا ملیں گے۔

اس کے بعد فرمایا۔ سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ تم میں سے جو پوشیدہ بات کرے۔ اور جو ظاہر وہ دونوں ہمارے نزدیک برابر ہیں۔ اور جو مستخف باللیل ہے اور جو سارب بالنہار ہے وہ بھی برابر ہیں۔

عقیدہ۔ دعویٰ۔ عمل۔ یہی تین باتیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ خیالات میں تغیر ہوتا ہے۔ ان کے متعلق فرمایا۔ اللہ عقیدہ سے بھی واقف ہے۔ جو مخفی ہوتا ہے۔ اور جو دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی آگاہ اور اعمال سے بھی جو دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو پوشیدہ طور پر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تو فرمایا تم کہتے ہو ظاہری سامان نہیں پھر یہ کس طرح کامیاب ہوگا۔ مگر تم جانتے نہیں کہ کس طاقت سے ہمارا مقابلہ ہے۔ اس سے ہے جو ہر ایک تمھاری بات کو خواہ تم دل میں رکھو یا ظاہر کرو یا عمل میں لاؤ۔ اور عمل بھی خواہ مخفی ہو یا ظاہر ان کو ہم جانتے ہیں۔ اور جب جانتے ہیں تو ان کو بیکار و بے اثر بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو تدبیریں اور سامان ہمارے ہیں ان سے تم آگاہ نہیں ہو سکتے۔ پھر تمھاری تباہی میں کیا شک و شبہ ہے

۱۶ فروری ۱۹۱۸ء

دوسرا طریق

فرمایا لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اس کے لئے معقب ہیں جو کہ اس کے آگے کی طرف بھی اور پیچھے کی طرف سے بھی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے

معقب سے مراد وہ محافظ ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے بندوں کی حفاظت کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ لوگوں نے اس کے متعلق بحث کی ہے۔ کہ وہ کیا ہیں بہتوں نے ملائکہ قرار دئے ہیں۔ اور بہتوں نے انسانی طاقتیں مراد لی ہیں۔ پھر تعداد پر بہت بحث ہوئی ہے۔ کہ کیا ہے۔ بعض تین کہتے ہیں بعض سات بعض دس لیکن ایسی باتوں میں پڑنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ جن کا قرآن و حدیث

میں کوئی ذکر نہیں ہے - ہاں صحابہ کے کلام سے - اس کے متعلق کچھ پتہ ملتا ہے لیکن وہ ان کا اپنا اپنا خیال ہے - اس لئے یہ ایک عام بات ہے - کہ اللہ کی طرف سے کچھ ذرائع انسان کے لئے ایسے مقرر ہیں - جو چاروں طرف کے حملوں سے اسے بچاتے ہیں - اور ان کی کوئی گنتی نہیں ہوسکتی - بلکہ جتنی علم اور معرفت میں ترقی ہوتی جاتی ہے ان سامانوں میں بھی زیادتی ہوتی جاتی ہے - پھر ملائکہ بھی انسان کی حفاظت کرتے ہیں - حفاظتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں - ان میں سے اگر انسانی جسم کو ہی لے لیں - تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے کیسے کیسے سامان ہیں - مثلاً وہ کوئی ایسی چیز کھا لیتا ہے - جس کے نتیجہ میں اسے ہلاک ہوجانا ہوتا ہے - لیکن اندر ہی اندر ایسا انتظام ہوتا ہے کہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا - اس کے جسم میں ہی ایسے سامان ہوتے ہیں - کہ جو اس کے سوتے جاگتے ان چیزوں کو جو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں - مقابلہ کرکے مٹا دیتے ہیں - اور ان کے اثر کو زائل کردیتے ہیں - حالانکہ انسان کو کوئی پتہ بھی نہیں لگتا - تو ایسے ایسے سامان حفاظت کے خدا نے رکھے ہیں کہ ان کو ان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا - اگر وہ نہ ہوں تو ایک منٹ بھی انسان زندہ نہ رہ سکے -

یہ دوسرا ذریعہ بتایا ہے - جس سے انھیں ہلاک کیا جائیگا - فرمایا کہ دیکھو انسانوں کی حفاظت کے لئے خدا کی طرف سے سامان مقرر ہیں - اگر وہ نہ ہوں تو انسان ہرگز زندہ نہ رہ سکے - وہ سامان تم سے ہٹائے جائیں گے - اور اس طرح تمھیں تباہ کردیا جائیگا - جب کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے کہا کہ طاعون پڑیگی - اور لوگ تباہ ہونگے بیاری اسی وقت انسان پر حملہ کیا کرتی ہے - جبکہ اس کے دور کرنے کی طاقتیں کمزور ہوجاتی ہیں - تو چونکہ انبیاء کی مخالفت کرنے والوں پر سے خدا اپنی حفاظت کے سامان اٹھا لیتا ہے اس لئے ان میں مضرات سے بچنے کی طاقتیں نہیں رہتیں - اور وہ تباہ ہونے لگ جاتے ہیں - ایسا ہی اس زمانہ میں ہوا - طاعون کے حملوں نے لوگوں کو تباہ و برباد کردیا - اور حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کو بہ نسبت ان کے بہت کم نقصان پہنچا - جو اس بات کا ثبوت ہے - کہ خدا نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کی حفاظت کے سامانوں کو ہٹا لیا - اور آپ کے ماننے والوں کے چاروں طرف قلعہ بنا دیا - اب انھیں کوئی گولہ اچٹ کر ہی آ لگے تو آ لگے - ورنہ وہ حفاظت میں ہیں - تو انبیاء کے مخالفین کے ہلاک ہونے کا یہ ایک ذریعہ ہے -

رسول کریم کے مخالفین کو ہلاک کرنا ظلم نہیں

فرمایا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰی یغیروا ما بانفسھم کہ بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ جو کچھ اس کے دلوں میں ہو اسے نہ بدل دے -

اس سے یہ بتایا کہ جو ہم تم کو تباہ کریں گے یہ کوئی ظلم نہیں ہوگا - تم چونکہ اس قابل نہیں رہے - کہ تم پر ہمارے انعام ہوں اس لئے تمھیں تباہ کردیا جائیگا -

غرض انبیاء کے مخالف لوگوں کی اسی طرح تباہی ہوتی ہے - کہ وہی چیزیں جو ان کے لئے پہلے فائدہ رساں ہوتی ہیں - وہی نقصان کا موجب بن جاتی ہیں - ان کا رعب مٹ جاتا ہے - مال تباہ ہوجاتے ہیں - جو کام کرتے ہیں - اس میں نقصان اٹھاتے ہیں - کیوں - اسی لئے کہ خدا نے جو معقبات مقرر کئے ہوتے ہیں انھیں ہٹا لیتا ہے واذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہٗ وما لھم من دونہ من وال - اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے تو پھر اس کو کوئی بدلنے والا نہیں - اور جن پر تباہی آئے پھر ان کے لئے کوئی والی نہیں ہوتا - خدا ہی نے ان کی حفاظت کے سامان مقرر کئے ہوتے ہیں - اور جب وہ ہٹا لے - تو پھر ان کے لئے تباہی ہی تباہی ہوتی ہے -

۱۸ - فروری ۱۹۱۸ء

متضاد نتائج

اب کچھ اور ایسے ذرائع کا جو انسان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں ذکر فرماتا ہے - اور بتاتا ہے کہ کس طرح مخفی ذرائع سے اللہ دنیا میں تغیر پیدا کیا کرتا ہے - اور انسان ان سے بالکل واقف نہیں ہوتا فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ٥ وہ خدا ہی ہے - جو تمھیں دکھاتا ہے - بجلی خوف اور طمع کے لئے یہ ایک ایسی چیز کا ذکر کیا جس کے ایک ہی وقت میں دو متضاد نتائج نکلتے ہیں - جس طرح انبیاء کے آنے پر یہ دو نتیجے ایک دوسرے کے برعکس نکلتے ہیں - (۱) دنیا کا ایک حصہ تباہ و برباد ہوجاتا ہے - اور دوسرا حصہ آباد اور خوشحال ہوجاتا ہے - اسی طرح بجلی سے ہوتا ہے - اس سے بعض کو نقصان پہنچتا ہے - اور ایک دوسری جماعت اس سے فائدہ حاصل کرتی ہے - اور گو یہ نتائج عظیم الشان ہیں - مگر نظر تو نہیں آتے - اس کے علاوہ کئی ایسی مخفی باتیں ہیں جو انسان نہیں جانتے - مثلاً ابھی ثابت ہوا ہے - کہ جن سالوں میں بجلیاں زیادہ چمکیں - یا جن علاقوں میں زیادہ چمکیں - ان میں طاعون کم ہوتی ہے - ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ اس کی چمک سے طاعون کے کیڑے مرجاتے ہیں -

اب یہ فائدہ جو اتنے عرصہ بعد ظاہر ہوا ہے - اسے ابتدا میں کون جان سکتا تھا - اسی طرح اس سے کئی قسم کے نقصان بھی ہوتے ہیں - مثلاً بجلی کی چمک سے کئی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ لوگ اندھے ہوگئے ہیں -

انسان اپنی جہالت اور نادانی سے خدا کے عذابوں کی حدبندی کرتا

چاہتا ہے۔ اور کہہ دیتا ہے کہ نبی بس اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ خدا کے سامانوں کو نہیں جانتا۔ مثلاً ایک بجلی ہے۔ اس کے تمام فوائد۔ اور نقصانات سے کون واقف ہے۔ پھر فرمایا۔ خدا وہ ہے جو بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے۔ اسے بنایا دیکھو ان میں کتنا زیادہ پانی ہوتا ہے۔ مگر کیا اس پانی کے اسباب تمہیں معلوم ہیں۔ ہرگز نہیں۔ و یرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء اور وہ بھیجتا ہے بجلی۔ پس پہنچاتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہے۔

یہ بھی تباہ کرنے کا ایک طریق بتایا ہے کہ اس طرح بھی ہم ہلاک کیا کرتے ہیں۔ اور اس سے ایسے ہلاک ہوتے ہیں۔ کہ پھر ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ لیکن انبیاء کے ماننے والے بچائے جاتے ہیں۔

تو اللہ کی طرف سے ایسے سامان ہوتے ہیں کہ دشمن جانتا بھی نہیں کہ کس طرح میں پکڑا جاؤنگا۔ بھلا لیکھرام کے قتل کے کیا سامان تھے۔ کون ان کو دیکھ سکا۔ لیکن وہ ایسا ہلاک ہوا کہ عقلمندوں کے لئے عبرت کا نمونہ چھوڑ گیا۔

اسی طرح آتھم جو کہتا تھا کہ مرزا صاحب نے میرے لئے سانپ چھوڑے ہوئے۔ اور نیزوں والے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ وہ کیا تھے جو اس نے دیکھے۔ وہ ملائکہ ہی تھے۔ جو اسے طرح طرح ڈراتے تھے۔

تو فرمایا کہ کیا تم یہی خیال کرتے ہو۔ کہ ہم فوجوں اور ظاہری سامانوں کے ذریعہ ہی اپنے نبی کے دشمنوں کو تباہ کیا کرتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہمارے تو ایسے سامان ہیں۔ کہ وہ اگرچہ نظر نہیں آتے۔ لیکن ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۱۹۔ فروری ۱۹۱۸ء)

رسول کریم کے دشمنوں کے اعتراض کے جواب میں کہ اس کو طاقت کہاں سے آئیگی کہ ہمارا مقابلہ کرے گا۔ اور ہمیں تباہ کر دیگا۔ اللہ فرماتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر یہ خدا کی طرف سے ہے تو پھر ممکن نہیں کہ کامیاب نہ ہو۔ کیونکہ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں جو کہ آسمان اور زمین میں ہیں۔ طوعًا و کرہًا۔ یعنی جس بات کو خدا نے مجبورًا منوایا ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔

ہر چیز کا طوعًا و کرہًا سجدہ کرنے کا مطلب

طوعًا و کرہًا پر بڑی بحث ہوئی ہے۔ کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ کوئی خوشی سے خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ اور کوئی منافقت سے یا یہ کہ بعض وقت انسان کی طبیعت حاضر نہیں ہوتی اور اس کا دل عبادت کرنے کو نہیں چاہتا۔ مگر مجبور ہو کر کرتا ہے۔ میرے نزدیک اگر سجدہ کے معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے کئے جائیں۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ ایک طرح سے تمام انسان کرہًا اطاعت کرتے ہیں۔ مثلاً کانوں میں سننے کی طاقت ہے۔ اب خواہ کسی کو کوئی گالی دے یا خوشخبری سنائے اسے سننی ہی پڑیگی۔ اسی طرح آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت ہے۔ ناخوش چیزوں کو بھی دیکھتی ہیں۔ اور خوش کرنے والی کو بھی۔

تو خدا نے انسان کے ایک حصہ میں ایسی طاقتیں رکھدی ہیں۔ کہ جن کے متعلق وہ مجبور ہے۔ کہ ان سے وہی کام لے جو خدا نے ان کا مقرر کیا ہے۔ مثلاً آگ میں جو خاصیتیں ہیں۔ انسان مجبور ہے کہ انھیں سے کام لے۔ اسی طرح ہر ایک چیز جس رنگ میں خدا نے بنائی اسی کے مطابق اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اس سے ادھر اُدھر نہیں ہو جا سکتا۔ یوں چاہے کوئی خدا کا بھی انکار کر دے۔ مگر قانون قدرت میں ذرا تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ قانون شریعت میں خدا نے انسان کو مجبور نہیں کیا۔ بلکہ اس کے اپنے اوپر چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ انا ھدینٰه السبیل اما شاکرًا و اما کفورًا (۷۶-۳) کہ ہم نے انسان کو سیدھا رستہ دکھا دیا ہے۔ اور یہ اس پر چھوڑ دیا ہے۔ کہ یا تو شکر کرنے والا ہو جاوے۔ یا کفر کرنے والا۔

لیکن قانون قدرت میں مجبور کر دیا ہے۔ اس سے ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ وہ ہستی جس کو انسانی کاموں کے ایک حصہ پر اس قدر اختیار ہے۔ کہ جس طرح چاہے ان سے کروائے۔ اسے دوسرے حصہ پر بھی ایسا ہی اختیار ہو سکتا ہے۔ اس سے تم سمجھ لو کہ وہ جس نے تمہیں بعض باتوں کے ماننے اور ان پر عمل کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ وہ تمھیں ہلاک بھی کر سکتا۔ اور جب چاہے پکڑ سکتا ہے۔ پس جن باتوں میں تم آزاد ہو تو اس لئے نہیں ہو کہ خدا کو ان کے متعلق قدرت نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے خود تمھیں آزادی دے رکھی ہے۔ ہاں ایک حصہ میں اس کا قبضہ بتا رہا ہے۔ کہ اگر وہ مجبور کرنا چاہے۔ تو کر سکتا ہے۔

تو فرمایا کہ ہم نے جو تم کو اس وقت تک عذاب دینے سے چھوڑا ہوا ہے یہ ہمارا رحم ہے۔ ورنہ دیکھ لو کہ آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کے لئے جب خدا کا حکم آ جائے۔ تو پھر وہ اطاعت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا خواہ خوشی سے ہو یا ناخوشی سے۔ پھر جب تمھارے متعلق ہمارا حکم آ گیا تو تمھاری کیا مجال ہے۔ کہ اس کو ہٹا سکو۔ اس کے علاوہ اللہ کی عبادتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ اس صورت میں وہی لوگ مراد ہیں جو عبادت کرتے۔ جو نہیں کرتے وہ نہیں۔ خدا کی اطاعت سے راضی برضا ہو کے۔ ایک اطاعت تو کرتے ہیں مگر ناخوشی سے۔ ایسے مسلمانوں میں بھی کافروں میں بھی۔

ظل کے معنی سایہ کے ہوتے ہیں لوگوں نے یہی کئے ہیں۔ لیکن اس پر ایک اعتراض ہے اور وہ یہ کہ ظل اس حصہ کو کہتے ہیں۔ جو سایہ کے مقابلہ میں ہو۔ اور عدم نور کا نام ہوتا ہے۔ لیکن جو عدم سے ہے اس پر اطاعت کس طرح ہو سکتی ہے۔ تو دیکھئے کہ سایہ میں تصرف اور زیر اثر ہونے کے آ جانے